ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

[illegible]

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۶۶ ہش

ستمبر ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

فہرست

جلد نمبر ۲۸
شمارہ نمبر ۹

شرح چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر	〃
جزائر فجی	〃 بحری 〃	آٹھ 〃	〃
دیگر ممالک	〃 ہوائی 〃	چھ پونڈ	〃
	〃 بحری 〃	تین 〃	〃

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت: حمید الدین

ادار یہ

لگی آگ جو اپنے ہی ہاتھوں سے....

حضرت عمرؓ نے فتنوں اور شرانگیزیوں کے بارہ میں ایک عجیب سرِمکتوم سے پردہ کشائی فرمائی کہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک دروازہ ہے اگر یہ وا ہو گیا تو یاد رکھو قیامت تک تم اس کا شکار ہوتے چلے جاؤگے چنانچہ یہی ہؤا حضرت عثمانؓ کی شہادت سے خون کا ایسا فوارہ چھوٹا جس نے ساری اسلامی دُنیا میں خون کی ندیاں بہادیں۔ مناقشت کا پودا ہرا ہوا تشتّت و عناد کی بیلیں پروان چڑھیں۔ انشقاق و افتراق کی کِشت لہلہائی اور ایک خدا اور ایک رسول اور ایک قرآن کو حرزِ جان بنانے والے فرقوں میں بٹتے چلے گئے اور ان کے درمیان بُغض و کینہ کی گہری خلیج حائل ہوتی چلی گئی۔

یہ بھی ایک الٰہی نوشتہ تھا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ کے بعد اصدق القائلین ہیں جامع ترمذی میں فرمایا "میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے بہتّر جہنمی اور صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا" چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فِرَق ہائے اسلام کی پیش خبری فرمارہے ہیں تو ان کا معرضِ وجود میں آنا بھی مقدّر تھا چنانچہ حضرت مُلّا علی قاری اپنی کتاب المرقاۃ المفاتیح جلد اوّل صفحہ ۲۴۸ پر رقمطراز ہیں:۔

"فتلك اثنان وسبعون فرقة كلهم فى النّار والفرقة الناجية هم اهل السنّة البيضاء المحمدية والطريقة النقيّة الاحمديّة"۔

(یہ بہتّر فرقے سب کے سب ناری ہیں اور فرقہ ناجیہ روشن سُنّتِ محمدیہ اور پاک طریقہ احمدیہ والے ہیں)

اس پیارے مُنہ کے صدقے! اس پیاری زبان پر وارنی! کِس قدر گوہرِ تابدار تھے جو نکلے! کِس قدر شہ پارے تھے جو چھوٹے۔ جو اپنے اپنے وقت پر رعنائیوں کو بکھیرتے چلے گئے۔ کاش دیدۂ جوہر شناس ہو اور اس بیان پر تدبّر کرے:۔

"اسلام کی ساری تاریخ میں اِس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماعِ اُمّت

نہیں ہؤا۔ اجماعِ اُمّت میں ملک کے سب بڑے سے بڑے علماءِ دین اور حاملانِ شرعِ متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی راہنما کماحقہٗ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگانِ تصوّف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہؤا ہے۔ قادیانی (احمدیہ ...... ناقل) فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اِس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں"۔

(نوائے وقت ۶ ر اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۳)

عوام النّاس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قول کے صدق کی بجائے ظاہری صورتِ حال کہ "اسلام کی ساری تاریخ میں اِس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماعِ اُمّت نہیں ہؤا" سوادِ اعظم اور اکثریت کے اِس فیصلہ کو صدق کا محک ٹھہرایا۔ حالانکہ حقیقی عارفین باللہ نے حقیقت بین نگاہ سے عصرِ حاضر کی کیسی واضح تصویر کشی کی تھی۔

حمود بن عبداللہ التویجری رقمطراز ہیں :-

- " اہلِ حق موصوف جہاں کہیں بھی ہوں گے جماعت اور سوادِ اعظم کی صفات سے متصف ہوں گے اگرچہ وہ اقلیت میں ہی ہوں"۔
- " حضرت ابنِ مسعودؓ نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہا " صد حیف ہے تم پر کہ لوگوں کی غالب اکثریت اِس جماعت سے الگ ہو جائے گی کیونکہ حقیقی جماعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا طریق اختیار کرتی ہے"۔
- " ابوشامہ کہتے ہیں " حق کو حرزِ جان بنانے والے اقلیت میں ہی ہوتے ہیں جبکہ اس کے مخالف اکثریت میں ہوتے ہیں ...... اس وقت اہلِ باطل کی کثرتِ تعداد کی طرف دھیان نہ دینا"۔
- " ابن قیمؒ کہتے ہیں " خدا کی قسم جب زمانہ میں ایک سُنّتِ نبویہ کی معرفت رکھنے والا ہو اور اس کی طرف پکارے پس وہی حجّت ہے وہی اجماع ہے اور وہی سوادِ اعظم ہے"۔
- " اسحٰق نے کہا " اگر جاہل لوگ تم سے استفسار کریں کہ سوادِ اعظم کیا ہے اور وہ جاہلیّت کی بناء پر لوگوں کی اکثریت کو سوادِ اعظم سمجھتے ہیں حالانکہ جماعت سے مراد وہ عالمِ اجل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کو اختیار کرنے والا اور اسی کی سُنّت کی پیروی کرنے والا ہو اس کو اور اس کے متبعین کو جماعت کے نام سے پکارا

جاتا ہے۔"
(بحوالہ اتحاف الجماعۃ مصنفہ حمود بن عبداللہ التویجری
الجزء الاوّل باب افتراق ھٰذہ الامّۃ)

درحقیقت مذکورہ بالا اولیاء کرام و اصفیاء عظام رموزِ قرآنیہ کے رسیا تھے وہ علیٰ وجہ البصیرت اِس امر کے قائل تھے کہ قرآن کریم نے ہمیشہ اقلیت کا ناطہ ایمان لانے والوں اور شکرگذاروں سے جوڑا ہے (قلیل من عبادی الشکور، امن معہٗ الا قلیل) اور ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ اقلیت کی نسبت گمراہی یا فسق کی طرف ٹھرائی ہو۔ اس کے برعکس اکثریت کا ہمیشہ تعلق گمراہی اور ضلالت سے قائم کیا ہے (اکثرھم الفاسقون، اکثرھم الظالمون، اکثرھم الکافرون) چنانچہ یہ تقدیر کا نوشتہ تھا کہ اُمّتِ محمدیہ دامِ فرقہ واریت کا نخچیر ہو۔

یہ فرقہ واریت کا عفریت اپنے دامن پھیلا رہا ہے اور پریس، اخبارات، رسائل، جرائد و مجلات میں اس کے روز افزوں اضافے کے آثار ملتے ہیں۔ ارباب بست وکشاد بے بس ہیں اور اس عفریت کو بوتل میں بند کرنے کے درپے! لیکن ؏

لگی آگ جو اپنے ہی ہاتھوں سے پھر اس کا مداوا کون کرے!

اور بقول جناب محمد شفیع صاحب

"حکمرانوں نے اپنی عارضی مصلحتوں کے پیشِ نظر فرقہ پرستی کی مہم کو ہوا دی ہے۔"

فرقہ واریت کو ملک گیر ہوا دینے کے بعد اب جو دروازہ کھُل چکا ہے وہ کیسے بند ہو سکتا ہے اب درج ذیل بیانات قول و عمل میں تضاد کے باعث اپنا اثر کھو بیٹھے ہیں۔

"فرقہ واریت کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں کے خلاف کارروائی ملک کے تمام محبِ وطن عوام کی آواز ہے۔" وزیرِ اعلیٰ نواز شریف

(نوائے وقت لاہور یکم ستمبر ۱۹۸۷ء ص۱ کالم ۶)

"فرقہ واریت کی بجائے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ ہم بیرونی سازشوں اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے راہِ راست سے بھٹک چکے ہیں۔" وزیرِ اعظم جونیجو

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰ اگست ۱۹۸۷ء ص۱ کالم ۷، ۸)

یہ حضرت قائدِ اعظم کی ہی خداداد فراست و بصیرت تھی کہ ہر طبقہ کو ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا اور اقدارِ مشترکہ کے حوالہ سے ہر فرقہ ہائے اسلام کو بلا امتیاز اپنے ساتھ ملایا۔ وحدت اور اتحاد کے راہنما اصول اپنائے کسی کے آگے جھکنے کی بجائے عالمگیر اخلاقی ضوابط پر ملکی آئین کا خمیر اُٹھایا یہی وجہ تھی

کہ قراردادِ مقاصد کو جو آج سارے ملک میں فکری انتشار کا باعث بنی ہوئی ہے آئین کا حصہ نہ بنایا کیونکہ ہر فرقہ کے جذبات اور احساسات کی قدر کرنا اور ہر فرد و بشر کے بنیادی حقوق کی حفاظت خصوصاً مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر ایک محبِ انسانیت اور وفا شعار قائد کے بنیادی اوصاف میں سے ہے اور جہاں جہاں اعلیٰ سطح پر ان اوصاف کا فقدان ہو گا فقہ حنفیہ، فقہ جعفریہ، مسلکِ دیوبندی، مذہبِ بریلوی کے نعرے بلند ہونے لگیں گے اور ظلم و فساد کی راہ ہموار ہو گی۔

کالم نورِ بصیرت میں جناب میاں عبدالرشید صاحب حضرت اُسامہ بن زیدؓ کا واقعہ (کہ جنگ میں ایک شخص نے کلمہ پڑھ لیا پھر بھی آپ نے اُسے قتل کر دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کہ کیا تُو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا) بیان کر کے لکھتے ہیں :-

"جو لوگ حضورؐ کی امت میں فساد اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ حضورؐ کے لائے ہوئے آسان دین میں من گھڑت مسئلوں سے تنگی پیدا کرتے ہیں۔ حضورؐ کے اُمتیوں کو فروعات میں اُلجھا کر آپس میں لڑاتے ہیں یہاں تک کہ قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حضورؐ کی نظروں میں ان سے زیادہ مبغوض اور کوئی نہیں اور جو حضورؐ کی نظروں میں مبغوض ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے.....

اور جو مولوی مسجدوں کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور جائے امن ہیں اور منبر رسول پاکؐ پر بیٹھ کر قرآن پاک ہاتھ میں لئے ہوئے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے مسلمانوں میں قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے وہ عام قاتلوں سے بڑھ کر جہنمی اور ملعون ہیں انہیں جتنی بھی سزا دی جائے کم ہے۔"

(کالم نورِ بصیرت روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم ستمبر ۱۹۸۷ء صـ۳)

مذہبی پیشوائیت جس کو ہمیشہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور حضرت قائدِ اعظم نے فرقہ واریت کا اصل موجب قرار دیا اور جس سے قوم کو متنبہ کرتے رہے آج پوری طرح مسلّط ہے۔ چنانچہ جناب محمد شفیع صاحب اپنی ڈائری میں رقمطراز ہیں :-

"میں یہ بات بڑی دردمندی سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں علماءِ اسلام (الّا ماشاء اللہ) اپنے قول و فعل سے اِس نئی اسلامی مملکت کے لئے طاقت اور استحکام کا ذریعہ بننے کی بجائے اس میں تشتّت و افتراق، نفاق اور خلفشار کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ان کے ایسے منفی رویّہ کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ رمضان کے چاند کا جھگڑا

کھڑا کر کے پاکستان میں ہر سال دو تین روز عیدیں پڑھائی جاتی ہیں .....

بعض حضرات علمائے کرام اس بدامنی کی فضا کو جنم دینے میں مصروف رہتے ہیں وہ منبر پر تشریف فرما ہو کر اسلام کی نہیں بلکہ فرقہ واریت کی تبلیغ کرتے ہیں .....

سچی بات یہ ہے کہ برِّصغیر کے مذکورہ علمائے کرام اسلام کے نہیں بلکہ فرقوں کے علمائے کرام ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف صاف فرقہ واریت کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے اور فرقہ پرستوں کو عذابِ عظیم کی وعید سُناتا ہے .....

پاکستان کے قیام کے چالیس سالوں میں گنتی کے چند علماء نے فرقہ واریت کے فروغ میں جو نا قابلِ رشک کردار ادا کیا ہے اور جس طرح حکمرانوں نے اپنی عارضی مصلحتوں کے پیشِ نظر فرقہ پرستی کی مہم کو ہوا دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کے نام پر یکجہتی، استحکام اور یک لخت مضبوطی پیدا ہونے کی بجائے مسلمانوں کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے .....

اس صورتِ حال کی ذمّہ داری سب سے زیادہ علماء پر عائد ہوتی ہے انہوں نے وراثت میں فرقہ بندی پر مشتمل جس اسلام کی تعلیم حاصل کی تھی وہ اسی ڈگر پر چلتے رہے ہیں۔ لا اِلٰہ الّا اللہ محمّدٌ رّسول اللہ کے انقلابی پیغام اور خلفائے راشدین کے دَور کے توحید اور رسالت کی اقدار پر مبنی اسلام کو پسِ پُشت ڈال کر تاریخ کی روایات کی روشنی میں بھٹک بھٹک کر اپنے اپنے مسلک اور فرقے کی تبلیغ کا سلسلہ جاری چلا آ رہا ہے نتیجہ اس کا جو ہے وہ سب پر عیاں ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰؍ اگست ۱۹۸۷ء صفحہ ۲ کالم ۷، ۸)

پیشتر ازیں بھی علمائے ربّانی نے خدائے علیم و خبیر سے خبر پا کر یہ فرمایا تھا:۔

" طلبِ جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں درمیان میں لائے گا اور اس روش کو بادشاہ کی نزدیکی کا ذریعہ بنائے گا۔ اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہوگی ..... اس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی اُلٹی دین کی تخریب ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علمائے سُوء کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ!"

(مکتوبات امام ربّانی مترجم دفتر اوّل حصّہ دوم صفحہ ۵۳)

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ نے ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء کو نماز جمعہ و عصر ٹلفورڈ میں واقع جماعتِ احمدیہ برطانیہ کے مرکز میں پڑھائیں اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا۔

تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ حٰم السجدۃ کی آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ انگلستان کا تیسرا سالانہ جلسہ ہے جس میں امامِ وقت بھی شامل ہے۔

حضور نے خطبہ میں پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کی مشکلات کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ دُکھ کے ایّام خواب کی مانند ہیں اور خواب بد اثرات نہیں چھوڑتی۔ جب تک خواب کی کیفیت رہتی ہے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ کیفیت جلد دُور ہو جائے حالانکہ بعض اوقات اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خواب ہے۔

حضور نے فرمایا ماضی پر نظر ڈالیں تو دل یقین سے بھر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا اور ہمیشہ کامیابی ان کے قدم چُومنے کے لئے تیار رہتی ہے۔

پاکستان کے عوام کا ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ پاکستانی عوام نے حکومت کی اس خواہش کو ناکام بنا دیا ہے کہ ظلم کی ہر راہ میں عوام انکے شریکِ سفر ہو جائیں بلکہ وہ لوگ جو پہلے ظلم میں شریک ہوتے تھے انہوں نے جماعت کی تائید میں فعلی اور عملی شہادت دے دی ہے۔ حضور نے فرمایا پاکستان میں بدستور یہ کوشش جاری ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے سینے سے کلمۂ توحید کو نوچ لیا جائے اور اُن سے کلمہ کا کُھلا کُھلا انکار کروایا جائے یعنی یہ کہ خدا ایک نہیں بلکہ بے شمار ہیں اور وہ یہ گواہی دیں کہ نعوذ باللہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ پھر ہم جماعت احمدیہ کے افراد کو کوئی تکلیف نہیں دیں گے اور ان سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔

کلمہ طیبہ کے جرم میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے حضور نے ان کے خطوط سے کچھ حالات اور ان کے دل کی آواز جماعت کے احباب تک پہنچائی جس میں ایک ساٹھ برس کے بزرگ کا ذکر کیا کہ جس کو پولیس نے بڑی بے رحمی سے مارا اور اسی طرح ایک چودہ سالہ بچے کے ساتھ بھی کلمۂ توحید کے اقرار کرنے کی وجہ سے نہایت ظالمانہ سلوک کیا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کی اکثریت شرفاء پر مشتمل ہے لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ اس ملک کے عوام مجبوری کی حالت میں ظالم سیاسی لیڈروں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں جو ان پر نہایت بہیمانہ ظلم کر رہے ہیں اس لئے اس قوم سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ ان کی شرافت کی دلیل یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی روحانی حالت میں اچانک تبدیلی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ حالات میں نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ سب دنیا سے آنے والے یہ معلوم کر لیں کہ بعض بھائی کس ظلم سے گزر رہے ہیں اور خدا سے بے وفائی نہیں کرتے۔ ان کے نمونہ کو زندہ رکھنا سب کا فرض ہے جلسہ میں شامل ہونے والے اپنی جماعتوں کو یہ واقعات سنائیں اور دعائیں بھی کریں کیونکہ ہمارا سارا انحصار خدا تعالیٰ پر ہے۔ وہی ایک ذات ہے جس کے قبضۂ قدرت میں اس ساری دنیا کی قومیں اس طرح ہیں کہ ایک شوشہ برابر بھی باہر نکلنے کی ان میں استعداد نہیں ہے۔ اس لئے مظلوم بھائیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر سے اس دور میں سے گزرنے کی توفیق دے اور ان کے عزم کو بلند رکھے اور ان سے اپنے پیار کا سلوک فرمائے۔ ان کی دلداریاں کرے تاکہ ان کا ہر لمحہ گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے۔

خطبۂ ثانیہ میں حضور نے اعلان فرمایا کہ نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع ہوگی اس کے معاً بعد چوہدری محمود احمد صاحب کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی جو دو روز قبل وفات پا گئے تھے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، اگست ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۗ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ إِلٰٓى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○

اور اس کے مطالب پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى کا عام مفہوم یہ ہے کہ جب حج پر جائیں تو مقامِ ابراہیم پر جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے نمازیں پڑھیں۔ لیکن اس کا ایک اعلیٰ مفہوم بھی ہے جس کا تعلق تمام بنی نوع انسان سے یہ ہے کہ وہ جہاں بھی مقیم ہوں وہ اُس طریق پر عبادت کریں جس انداز سے ابراہیم نے عبادت کی۔ جس طرح ابراہیم نے خدا کے ساتھ وفاداری دکھائی اور اپنے وجود کو کلیۃً خدا کے حضور پیش کر دیا۔ اُسی طرح اپنی رضاؤں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے وجود کو خدا کے حضور پیش کر دیں۔

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ کی روشنی میں حضور نے بتایا کہ اِس میں تمام بنی نوع انسان کو صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کے لئے بیت اللہ کو نمونہ قرار دیا ہے۔ فرمایا ہر گھر پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت الذکر کی خدمت کرنے والے کو ایسا اعزاز بخشا ہے کہ اس سے بڑا اعزاز کسی مقام کی صفائی کرنے والے کو نہیں دیا گیا۔ خادمِ بیت الذکر کا اتنا عظیم الشان مقام ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام جو نبی تھے ان سے خدا نے عہد لیا کہ وہ بیت اللہ کو پاک اور صاف رکھیں۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے افراد کو اِس عمل میں اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ جماعت کے بیوت الذکر غریبانہ تو ہو سکتے ہیں لیکن صفائی کے معیار کے لحاظ سے ان پر کوئی اُنگلی نہیں اُٹھنی چاہیئے۔ یہاں بیوت سے مراد بیوت الذکر ہیں۔ حضور نے بتایا کہ بیوت الذکر کی صفائی کے ساتھ جماعت کا بھی گہرا تعلق ہے جو جماعتیں بیوت الذکر کی صفائی کی طرف توجہ دیتی ہیں ان کی روحانی حالت بھی بہتر ہوتی جاتی ہے اور جو ان سے غافل ہو جاتی ہیں ان میں پراگندگی آ جاتی ہے۔ ان کے دل پھٹ جاتے ہیں اِس لئے ہر جگہ بیوت الذکر کے معیارِ صفائی کو بلند کرنے کی کوشش کریں گے تو جماعت کی حالت پر بہت بہتر اثر پڑے گا۔

فرمایا: مِلّتِ واحدہ بنانے کے لئے بیوت الذکر کو سب سے زیادہ اہمیّت حاصل ہے۔ وہ لوگ جو دنیوی عزّت و وجاہت عطا کئے گئے ہیں انہیں بیوت الذکر کی صفائی میں ذاتی حصّہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اسے اعزاز سمجھتے ہوئے ایک ایک دن وقف کرنا چاہیئے کہ آج ہم بیت الذکر کی صفائی کریں گے اور ابراہیمی سُنّت کو زندہ کریں گے۔

اِس ضمن میں حضور نے اپنے گھروں کی صفائی کی طرف بھی توجہ دلائی کہ خدا کا گھر ہمارے سامنے

نمونہ ہے اس لئے ہمارے گھر بھی صاف ستھرے ہونے چاہئیں اور حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کی جو تعلیم دی ہے اُسے ہمارے گھروں میں منعکس ہونا چاہیئے اور ہر احمدی گھر میں صفائی کے لحاظ سے قدرِ مشترک پائی جانی چاہیئے۔ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے اُمّتِ واحدہ بن جائیں اور آئندہ آنے والوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ اگست ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی :-

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اِن کی روشنی میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مجاہدین کو جو اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ جہاد میں مصروف ہیں قاعدین پر غیر معمولی شاندار درجہ عطا فرمایا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی رحمتوں کی بارشیں ہوں گی۔ درجات میں ایک لامتناہی درجات کا سلسلہ جاری فرما دیا ہے۔ کسی ایک خاص فضل کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس میں یہ بتایا ہے کہ یہ مقام خاص ہے جس میں دوسرے اِن کے ساتھ شامل نہیں ہیں۔

فرمایا: اِن آیات میں قتال والے جہاد کا ذکر نہیں کیونکہ قتال والے جہاد میں بیٹھے رہنے والوں کے لئے سخت تنبیہ اور وعید ہے لیکن یہاں جن قاعدین کا ذکر ہے ان کے لئے وعید نہیں ہے اور نہ ہی اُن کو حسنۃ سے باہر رکھا گیا ہے بلکہ جُملہ معترضہ کے طور پر یہ آیت آئی ہے کہ اِن لوگوں سے بھی خدا تعالیٰ کے حُسنِ سلوک کا وعدہ ضرور ہے۔

اس کے بعد اگلی آیات کی روشنی میں بتایا کہ یہاں چار ایسے گروہوں کا ذکر ہے، ایک وہ جو ظلموں سے مرعوب ہونے کی بجائے دین کا پیغام پہنچانے میں خدا تعالیٰ کی خاطر مالی اور جانی قربانی کرنے میں خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کے دُکھ اُٹھانے میں صفِ اوّل کے مجاہد ہیں جن کے اخلاص میں کوئی مشکلات

اور مصائب حائل نہیں ہوتے۔

دوسرا گروہ جو دین پر قائم رہتا ہے لیکن عملاً قربانی میں آگے نہیں بڑھتا۔ مجاہدین کے حق میں دعائیں بھی کرتا ہے لیکن ایسے خاص دَور میں جانی اور مالی قربانی کی توفیق اُسے نہیں ملتی۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو ظلموں سے مرعوب ہو کر دین کو نقصان پہنچا دیتے ہیں باوجودیکہ استعداد رکھتے ہیں ہجرت نہیں کرتے۔ مالی فوائد یا نقصانات کے احتمالات ان کو ہجرت سے روکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید ہے۔

چوتھا گروہ ایسا ضعیف اور بے بس ہے کہ نہ دین کو بچا سکتا ہے اور نہ ہجرت کی طاقت پاتا ہے ان کے متعلق بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ احسن سلوک کا معاملہ کرے۔ عمومی مقصد کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا ہے۔

فرمایا: اِن ساری آیات میں جو مضمون ہے وہ ایک ظلم اور تشدد کے ماحول کا نقشہ سامنے لاتا ہے جس میں خدا کے بندے مجبور اور بے طاقت، کئی قسم کے ظلموں کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور ان کا عمل مختلف ہے۔

حضور نے بتایا کہ ان آیات میں زندہ رہنے کے گُر سکھا دیئے گئے ہیں اور ذمہ دار منتظمین میں سے دو گروہوں کا اِن آیات میں ذکر ہے۔

فرمایا: ہمارے امراء اور صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ مومنوں کے دو پہلے درجات کا اِس آیت میں ذکر ہے۔ ایک وہ ہیں جو ہر حال میں ہر مشکل کے وقت سابقون میں شامل رہتے ہیں اور خدمتِ دین سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ بہت سے امراء اور صدر صاحبان اُن کے حال پر نظر رکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ جو خدمت کر رہے ہیں یہی کافی ہے حالانکہ ایک اَور طبقہ بھی ہے جس کا اِس آیت میں ذکر ہے قاعدین کا طبقہ، جو ایمان کے لحاظ سے زخمی نہیں ہوتے لیکن عملاً عظیم قومی جہاد میں شامل نہیں ہوتے۔

حضور نے بتایا کہ منتظمین کی اکثریت دوسرے طبقہ کو نظر انداز کر دیتی ہے اور اُن پر کام نہیں کرتی جس کی وجہ سے وہ جماعتیں مقامی اعتبار سے ترقی نہیں کرتیں۔ خوابیدہ لوگوں کو بیدار کرنے اور صفِ اوّل میں لانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ بعض جماعتوں کے امراء مسلسل یہ خیال رکھتے ہیں کہ پیچھے رہنے والوں کو محنت کر کے آگے لایا جائے اور انہیں عظیم الشان درجات سے محروم نہ رکھا جائے تو انکی حالت بہتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ بسا اوقات صدر کو بنے بنائے مخلصین مِل جاتے ہیں وہ انہیں پر خوش رہتا ہے

اور خود مخلص بنانا آتا نہیں۔

فرمایا: ہمیں اِس وقت صفِ اوّل کے مومنین کی ضرورت ہے کیونکہ مشکلات اور مصائب بڑھتے جا رہے ہیں۔ کچھ ظاہر ہو چکے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کی دشمن تیاری کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل کے ساتھ اِن باتوں سے ہمیں باخبر رکھتا ہے۔ مخالفت سے قطع نظر جماعت کی ترقی کے لئے بھی نئی نئی راہیں جو اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ خدمت کرنے والوں کی ضرورت ہے اِس لئے پہلے طبقہ پر راضی رہتے ہوئے جو امراء اور صدر صاحبان یہ خیال کرتے ہیں کہ مستقبل کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں گے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ دین کی خدمت سے غافل رہتے رہتے لوگ کمزور ہو جاتے ہیں اور ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: بعض مخلصین پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے قربانی کرنے میں وہ بدمزگی محسوس کرتے ہیں اِس لئے نسبتاً غافل لوگوں کو بھی بیدار کرنا چاہیئے اور اُن کے اُوپر ذمہ داریاں ڈالی جائیں۔ جماعت میں خدمت کرنے والوں کی کمی نہیں ہے بلکہ یہ ایسی زمینیں ہیں جو تھوڑی سی محنت سے زرخیز بن سکتی ہیں لیکن اگر ان کی طرف توجہ نہ دی گئی اور صفِ اوّل میں لانے کی کوشش نہ کی گئی تو یہ ضائع ہو جائیں گے اِس لئے امراء اور صدر صاحبان کو ابھی سے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر ہمیں صفِ اوّل میں کام کرنے والوں کی تعداد کو بڑھانا چاہیئے۔ اِس سِلسلہ میں بعض نفسیاتی روکیں ہیں جن کو دُور کرنا ضروری ہے۔ کچھ امراء یہ سمجھتے ہیں کہ بعض احمدی ہمارے مخالف ہیں اور بعض ہمارے ساتھی ہیں اور بہت سے امراء ہیں جو بدظنّی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قحط الرجال ہے۔

فرمایا: یہ بالکل غلط ہے بلکہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں جن میں الرجال بننے کی صلاحیت موجود ہے ان کو آگے لانے کے لئے کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے افراد کو اگر کوئی امیر یہ کہہ کر رَدّ کر دیتا ہے کہ قحط الرجال ہے تو وہ جھُوٹ بولتا ہے۔ اُس میں عقل کا تو قحط ہو سکتا ہے لیکن قحط الرجال جماعتِ احمدیہ میں نہیں ہے۔ اگر قحط الرجال ہوتا تو اِس وقت نعوذ باللہ جماعتِ احمدیہ پاکستان کے بہت سے لوگ مرتد ہو چکے ہوتے۔

فرمایا: اِس وقت اکثر جماعتوں میں اکثر احمدی صفِ اوّل کے مجاہد نہیں اِس لئے غیر معمولی کام کی ضرورت ہے۔ اگر سب صفِ اوّل میں آجائیں تو جماعت ایک بہت بڑی طاقت بن جائے جو پہلے سے ہی بہت بڑی طاقت ہے۔ اِس لئے سب عہدیداران پر ان کی بیداری کی ذمہ داری ہے۔ اعتماد کر کے لوگوں

کو آگے لائیں اور ہر ایک سے کچھ نہ کچھ کام لیں۔ اس کے متعلق منصوبے بنائے جائیں۔ اگر ساری دُنیا میں اس منصوبے پر عمل شروع کر دیں تو امید ہے کہ باقی تمام منصوبوں میں بھی برکت پڑ جائے گی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ر اگست ۱۹۸۷ء بمقام ہالینڈ

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: چند روز پہلے ہالینڈ میں ایک ایسا واقعہ ہوُا جس کے نتیجہ میں ہالینڈ کے بعض احمدیوں نے مجھے خطوط لکھے کہ ان کے دلوں پر اِس بات کا بہت اثر ہوُا ہے۔ ہالینڈ کے اکثر احمدی جلسہ پر لندن گئے ہوئے تھے اِس لئے موقع پاکر بعض شریروں نے بیت الذکر کو نقصان پہنچایا۔ قیمتی کاغذات، دستاویزات اور قیمتی اشیاء ضائع ہوگئیں۔ ظاہری نقصان کو دیکھا جائے تو یہ کافی نقصان ہے لیکن میرا آپ سب کو یہ جواب ہے کہ ایسے واقعات زندہ قوموں کو پہنچتے رہتے ہیں۔ ہمارے ارادے بہت بلند ہیں یہ تو معمولی چیزیں ہیں۔ ساری دُنیا کی یہ ایک سو چودہ جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہیں۔ ہالینڈ کی جماعتوں میں سے ایک کو جو کانٹا چُبھا ہے آپ اس کو بُرا نہ منائیں آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل مزید نازل ہوں گے۔ آپ کی طبیعت پژمردہ نہیں ہونی چاہیئے آپ کے ارادے بلند رہنے چاہئیں کیونکہ یہی مردانگی کی علامتیں ہیں۔ یہ واقعہ تو چھوٹے دل کی پیداوار ہے کہ عبادت گاہ کو جلا دیا جائے۔ یہ کمینی اور سفلی حرکت ہے۔ آپ لوگوں کو تو تاریخی اعزاز حاصل ہوگیا ہے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی دشمنی میں جلایا جاتا ہے۔ آپ کو اپنا یہ امتیاز ہمیشہ برقرار رکھنا چاہیئے۔ جب سے آدمؑ کی تخلیق ہوئی ہے کچھ وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے گھروں کو جلاتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کو خدا کی خاطر جلایا جاتا ہے۔ دُکھ اِس بات کا ہے کہ خدا کی عبادت گاہ کو خدا کے نام پر جلایا گیا ہے لیکن ایک بات مَیں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ فائدہ ہی فائدہ میں ہیں آپ کا ہرگز کوئی نقصان نہیں میرا دھیان تو آپ کے روحانی نقصان کی طرف ہے۔

یہاں ڈچ اخبارات کے اقتباسات سے یہ تأثر ملتا ہے کہ اِس واقعہ میں پاکستان کی حکومت کا ہاتھ ہے لیکن ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہمارے پاس شواہد نہیں۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ سعودی عرب کی طرف سے شرارت ہوئی ہے کیونکہ ہم اپنے دشمن پر بھی کوئی بات بغیر ثبوت کے نہیں کہہ سکتے۔ جبتک یقینی طور پر معلوم نہ ہو تب تک ہمارا اخلاقی حق نہیں بنتا کہ ہم کسی پر الزام لگائیں۔ ایسے مواقع پر اپنے اعلیٰ اصولوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اپنے اخلاق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ بیوت الذکر تو صاحبِ ایمان

اور صاحبِ اخلاق لوگوں کے ذریعے بنتی ہیں۔ دُنیا کی قومیں کروڑوں روپوں کی مساجد بھی بنا سکتی ہیں لیکن جب تک ان مساجد میں جانے والوں کے اخلاق بہتر نہ ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں اِس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف: ۳۲)

لہٰذا ظاہری مساجد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آپ اگر زینت سے بھی محروم رہ جائیں تو یہ ٹھیک نہیں۔ دشمن خواہ جتنی بھی دشمنی کرے آپ اپنی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں۔ بغیر قطعی ثبوت کے کسی پر الزام نہ لگائیں۔

ظاہری نقصان کے متعلق بات یہ ہے کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ دس گنا فضل اپنی جماعت پر فرمارہا ہے۔ چند عبادت گاہیں پاکستان میں شہید کی گئیں اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں عبادت گاہوں کی تعمیر کی توفیق دی۔ آپ کی بیت الذکر کو بہت عظیم الشان اور وسیع بنایا جائے گا، انشاء اللہ۔ ہر تقدیر پر ہمارے خدا کی تقدیر بڑھ کر ہوگی۔

بیت الذکر کی اِس تعمیر میں اور اِس سعادت میں آپ بھی ضرور حصّہ لیں۔ مجھے علم ہے کہ ہالینڈ کی مالی حیثیت اتنی نہیں ہے لیکن یہ خطبہ دُنیا میں جہاں جہاں جائے گا جماعتیں اِس سعادت میں حصّہ لیں گی۔ آپ کو موجودہ عمارت سے دس گُنا بڑی عمارت مہیّا کی جائے گی۔ یہ ضرورت کہاں سے پوری ہوگی مجھے اس کا فکر نہیں۔

ایک کام میں ہالینڈ کی جماعت کو حصّہ لینا پڑے گا کیونکہ ہر طرف سے لوگ آکر کام نہیں کرسکیں گے وہ یہ کہ بیت الذکر کی تعمیر کے دَوران آپ وقارِ عمل کریں اپنے فن اس کی تعمیر میں پیش کریں۔ جس کو جو ہُنر آتا ہے وہ اس میں مدد کرے۔ جماعت کے وقت اور جسمانی طاقت کو بروئے کار لایا جائے۔ وقت کی قربانی پیش کریں۔ آپ کے روپے کی کمی اس سے پوری ہوجائے گی۔ خدمت کرنے والوں کو براہِ راست سعادت نصیب ہوتی ہے۔ خدا کے گھر بنانے میں مدد کرنے سے سعادت کی ایک نئی رُوح پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا مل کر مسجد کی تعمیر کا واقعہ ہمارے سامنے ہے کہ باپ بھی نبی اور بیٹا بھی نبی۔ خدا تعالیٰ کو ان دونوں کا یہ فعل اتنا پیارا لگا کہ ہمیشہ کے لئے قرآن کریم میں محفوظ کردیا اور سب لوگ ان پر درود بھیجتے ہیں۔ آپ بھی خدا کا گھر سمجھ کر حصّہ لیں۔ یہ وہ عظیم خدمت ہے جس کو خدا پیار سے دیکھتا ہے۔ دشمن کو یہ بتادیں کہ ہم ہارنے والے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم الشان زندگی پر قائم رکھے اور اللہ ہمیں مردِ صادق کی طرح زندہ رکھے۔

ایسے واقفین پیدا ہوں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام جیسا کامل عجز اور انکسار ہو

خلاصہ خطبہ عید الاضحیٰ مورخہ ۵ ر اگست ۱۹۸۷ء بمقام اسلام آباد۔ ٹلفورڈ

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

فرمایا آج جو عید ہے اس کا قربانیوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے چنانچہ اس کو قربانیوں کی عید کا نام دیا گیا ہے۔ فرمایا قربانی کا قبولیّت کے ساتھ بھی ایک گہرا تعلق ہے جس کو عموماً نظر انداز کیا جاتا ہے چنانچہ ان آیات میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی ایک نیکی کا ذکر ہے اور اس کے بعد وہ خدا سے اِلتجا کرتے ہیں کہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

فرمایا ہر نیکی قبول ہوتی ہے اور یہاں جس نیکی کی قبولیّت کی اِلتجا کی گئی ہے وہ اہم نیکی ہے اور وہ وقفِ زندگی ہے۔ قبولیّت کا جہاں مضمون ملتا ہے وہاں وقفِ زندگی کے ساتھ اس کا تعلق ہے جیسا کہ حضرت مریمؑ کے منّت ماننے اور قبولیّت کی دعا کرنے میں اِس مضمون کو واضح کر دیا۔ اِس ضمن میں حضور نے بتایا کہ قرآن میں آدم کے دو بیٹوں کی جس قربانی کا ذکر ہے وہ بھی وقفِ زندگی ہی تھی جو ایک کی قبول ہوگئی اور ایک کی رَدّ کر دی گئی۔

فرمایا: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام جس قبولیت کی دعا کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ میں اور اسمٰعیل اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتے ہیں اور آئندہ نسلوں کو بھی تیرے حضور پیش کرتے ہیں تو ہمیں قبول فرما۔ ہماری تربیت کر اور ہمیں قربانیوں کے طریق بتا اور اِس دعا میں آخری تمنا یہ ہے کہ سب سے بڑا رسول ہماری نسل میں سے ہو جو گویا ہماری قبولیت کا نشان ہو۔

فرمایا: اِن آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس خاص ادا سے دعا کی ہے اس میں آپ نے انتہائی خلوص اور وارفتگی اور عشق کے ساتھ اپنے وجود کو پیش کیا ہے کہ اس کے بعد یہ دعا اور خلوص سُننے اور قبول کرنے کے لائق ٹھہری۔

فرمایا: لفظ قربانی کا تعلق زندگی سے ہے اور وقف سے مراد ایسی قربانی نہیں جس پر چھری پھیر دی جائے اور تڑپ کر جان دے دے بلکہ اس قربانی کے بعد خدا ان کی پرورش فرماتا ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے۔

فرمایا: اِس پہلو سے واقفِ زندگی کے لئے اِن آیات میں سبق ہے اور وقفِ نَو کی تحریک میں جنہوں نے حصّہ لیا ہے وہ اس ذمّہ داری کو خوب اچھی طرح سمجھیں کہ اگر آپ نے بچّے خلوص کے ساتھ پیش کئے ہیں تو ان کے مقبول ہونے کے لئے آپ کا اور ان کا تقویٰ اور ابراہیمی رنگ ضروری ہے سب احتمالات کو سامنے رکھ کر۔ وقف کی کیا اہمیّت ہے اور کن مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے، کیا کیا ابتلاء آتے ہیں اور بسا اوقات واقفین زندگی سے ادنیٰ ادنیٰ کام لئے جاتے ہیں اِس لئے ان سب باتوں کو سمجھنے کے بعد زندگی وقف کریں کیونکہ زندگی وقف کرنے کے بعد انسان کا کوئی حق نہیں کہ وہ فیصلہ کرے بلکہ جس کے سپرد اس نے اپنی جان کی ہے اس کا حق ہے کہ فیصلہ کرے کہ کیا قربانیاں لینی ہیں۔ جس قِسم کا کام وہ لینا چاہے وہ لے گا اور جو نیک نیّتی اور خلوص کے ساتھ وقف کرتا ہے اور ابراہیمی انکساری دکھاتا ہے وہ قربانی سے بڑھ کر عطا کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود کو پیش کر کے بڑی تفصیل سے بتایا کہ وہ وجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصوّر سے بہت بڑھ کر مقام رکھتا تھا اِس لئے اِس مذہبی اصول کو سامنے رکھ کر بچّوں کو وقف کریں اور بچپن سے ہی ان کی تربیت کریں اور ان کا وقف اِس طرز کے ساتھ قبول ہے کہ وہ بڑے ہو کر دوبارہ خود وقف کریں۔

فرمایا: قبولیّت کے لئے دعا کریں کہ خدا خود براہِ راست ان کی تربیت فرمائے اور جب بڑے ہوں تو ان کو اپنا بنا کر ان سے خدمتیں لے اور ان کو خدمتوں پر ثابت قدم رکھے اور وقف کی نیّت میں یہ بات بھی داخل کرلیں کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی وقف ہوں اور ایک اُمّت ایسی پیدا ہو جو ساری کی ساری

وقف ہو۔

آخر میں حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں قربانی کے ان مضامین کو سمجھنے کی توفیق دے اور ایسے واقفین پیدا ہوں جن میں انانیّت کا کوئی شائبہ تک نہ ہو بلکہ ابراہیم علیہ السلام جیسا کامل عجز اور انکسار ہو۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عظیم الشان متقی ہم نے ابراہیمؑ جیسا نہیں دیکھا لیکن وہ بھی جب اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کرتا ہے تو باوجود متقی ہونے کے اس عاجزی کے ساتھ قبولیت کی درخواست کرتا ہے۔ اس لئے عاجزی اور انکساری پیدا کریں اور دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ وقف کو قبول فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی اور بعد ازاں حضور واپس تشریف لے گئے۔

"خدا کی گود میں آجاؤ گے"

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصّہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔"

(الوصیّة صہ)

لباس کی طرح بھی ذمّہ داریاں ہیں مرد و عورت اس میں برابر ہیں

زنانہ جلسہ گاہ میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ

—— بر موقع جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ انگلستان ۱۹۸۷ء ——

تشہد و تعوّذ کے بعد حضور نے آیت قرآنی

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

کی روشنی میں دینِ حق میں عورت کے مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت میں مرد کو قوام قرار دے کر اسے عورتوں پر حاکم مقرر نہیں کیا گیا بلکہ اصلاحِ معاشرہ کی ذمّہ داری اس پر ڈال دی گئی ہے علاوہ ازیں ایک اصولِ جاریہ کی طرف توجّہ مبذول کروائی ہے کہ جس طرح ہر تخلیق میں کچھ نہ کچھ خلقی فضیلتیں ایسی ہیں جو دوسرے میں نہیں اسی طرح مرد کو طاقتور ہونے کے لحاظ سے عورت پر ایک فضیلت ہے اور عورت میں ایک نزاکت پائی جاتی ہے۔

فرمایا: اہلِ مغرب جو دینِ حق پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرد اور عورت برابر نہیں۔ اگر وہ اپنے اِس دعوے میں سچے ہیں تو عورتوں کی کھیلوں کا الگ انتظام کیوں کرتے ہیں مردوں کے ساتھ ان کی کشتیاں کیوں نہیں کرواتے۔

فرمایا: دوسرے قوّام اِس لئے قرار دیا ہے کہ دینِ حق کے اقتصادی نظام میں مرد کا یہ فرض ہے کہ وہ گھر کی ضروریات کا خیال رکھے۔ وہ قومیں جو غیروں سے امداد لیتی ہیں ان کے سر ان کے سامنے جُھک جاتے ہیں۔ اہلِ مغرب اِس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ انہوں نے گھروں کے یہ بوجھ اُٹھانے سے اس طرح انکار کر دیا ہے کہ عورت پر اقتصادی ذمّہ داریاں بھی ڈال دی ہیں اور گھریلو ذمّہ داریاں بھی اور علاوہ ازیں اولاد پیدا کرنے کی ذمّہ داری اس کی ہے۔

فرمایا یہ برابری کا عجیب تصوّر ہے اور اس کے علاوہ جب علیحدگی ہوتی ہے تو مرد بیوی کے مال میں شریک ہو جاتا ہے خواہ خود وہ کنگال ہو۔ فرمایا اِس قسم کے اقتصادی نظام میں جہاں عورت پر دوہرے

بوجھ ہوں یہ آیت سمجھ نہیں آسکتی کیونکہ اس میں عورت کو اقتصادی ذمّہ داری سے بَری الذمّہ قرار دیا ہے۔ عورت اگر کمانا چاہے تو کما سکتی ہے لیکن خاوند کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کہ اس کی کمائی میں سے لے بلکہ وہ اس کے خرچ کرنے میں خود مختار ہے اور اس کے باوجود مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کے نان نفقہ کی ذمّہ داری اُٹھائے اور اولاد کی ذمّہ داری بھی اُٹھائے تو اِس فضیلت کے ساتھ جو ذمّہ داریاں ہیں وہ بہت ہی زیادہ ہیں۔ تو یہاں لفظ قوّام میں یہ بتایا گیا ہے کہ رزق کی ذمّہ داری مردوں پر ہے۔ حضور نے فرمایا دینِ حق پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ مرد اور عورت کے درمیان عدم مساوات کی تعلیم دیتا ہے یہ سراسر بے بنیاد اور غلط ہے بلکہ فوقیت جو مرد کو دی وہ اس کی ذمّہ داری کے لحاظ سے ہے اور حقوق کے اعتبار سے دونوں اس طرح برابر ہیں کہ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

لباس کی جتنی بھی ذمّہ داریاں ہیں وہ اس میں برابر ہیں۔

حضور نے فرمایا جب دینِ حق میں عورت اور مرد کے حقوق کے مقابل پر دوسرے مذاہب سے موازنہ کیا جائے تو اس میں موجودہ تہذیبوں سے موازنہ نہیں ہوگا جو بگڑے ہوئے مذاہب ہیں بلکہ مذہب کا مذہب سے موازنہ ہوگا۔ چنانچہ اِس ضمن میں عیسائی مذہب میں اور ہندو مذہب میں اور دیگر مذاہب میں عورت کو جس ذِلّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کا حضور نے تفصیلی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ان مذاہب میں عورت کو مرد کے سامنے بولنے تک کی اجازت نہیں، اور بیٹی کی پیدائش کو جس طرح عربوں میں منحوس سمجھا جاتا تھا اسی طرح منحوس سمجھا جاتا ہے اور بیوہ عورت ساری زندگی شادی نہیں کر سکتی۔

پھر حضور نے تمدّنی موازنے کو پیش کرتے ہوئے یورپ میں عورت پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کا تفصیلی ذکر کیا اور فرمایا کہ دینِ حق کی حسین تعلیم پر یہ کس مُنہ سے اعتراض کرتے ہیں جس کے رسول حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ مقام دیا کہ اُونٹ کی سواری سے آپؐ اور آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہؓ گر گئے تو عشّاقانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑے تو آپؐ نے فرمایا المرأۃ ، المرأۃ عورت کی خبر لو، عورت کی خبر لو۔ چودہ سَو سال پہلے LADIES FIRST کا محاورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا۔ پھر حضور نے دینِ حق سے پہلے عورت کی حالت کا ذکر کیا اور بتایا کہ دینِ حق نے عورت کو مرد کے برابر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

اِس کے علاوہ حضور نے پردہ اور تعدّد ازدواج پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی مخصوص حالات میں اجازت دی گئی ہے نہ کہ یہ حکم ہے اور یہ جنگ کے

زمانہ میں اجازت دی گئی تھی جبکہ عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور بہت سے بچے یتیم ہو جاتے ہیں اور معاشرے میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بے چینی اور معاشرے میں امن کے قیام کے لئے دوسری شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ اعتراض کہ عورت کو چار یا زائد شادیوں کی اجازت کیوں نہیں دی اس کے جواب میں فرمایا کہ عورت اور مرد کو بیک وقت شادیوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی اور یہ ویسے بھی فطرتِ انسانی کے خلاف بات ہے۔

آخر میں حضور نے جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس کے بعد حضور کا خطاب ختم ہوًا۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا سلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبّت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہتے ہیں۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل حُسن و جمال

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے، ایم لٹ (آکسن))

(۱)

جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کسی پہلو پر بات ہو ہمیشہ یہ احساس رہتا ہے کہ گفتگو تشنہ رہی ہے۔ حضورؐ کے حُسن وجمال پر کچھ عرصہ قبل قلم اُٹھائی تھی اس مضمون کے بارہ میں مجھے خاص طور پر احساس رہا کہ وہ کئی پہلوؤں سے تشنہ رہ گیا تھا حضورؐ کے بے مثل حُسن وجمال کو بیان کرنے کا حق تو ادا نہیں ہو سکتا لیکن آج پھر اس باب میں ایک اور کوشش کر رہا ہوں۔

ایک وضاحت کرتا چلوں۔ حُسن وعشق کی بات ہو تو بسا اوقات تمثیلات کا سہارا لینا پڑتا ہے اور بہت سی تمثیلات اُس زبان و تمدن کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں جن میں وہ مستعمل ہوں۔ دوسری زبان میں اگر ان کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو بات بنتی نہیں۔ اِس لئے مَیں نے بھی بہت جگہ غیر لفظی اور تشریحی ترجمہ کیا ہے تاکہ بات سمجھ میں آجائے۔

(۲)

عن ابی اسحٰق قال سمعت البراء یقول "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احسن النّاس وجھًا واحسنھم خلقًا ...."

(دلائل النّبوّۃ للبیھقی باب صفۃ وجھہ۔ بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النّبی)

حضرت ابو اسحٰق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت براء کو کہتے سُنا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ اور وجود میں بھی اور اپنے اخلاق میں بھی تمام انسانوں سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے۔

عن ابی ھریرۃ قال ما رائیت شیئًا احسن من النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کأنّ الشّمس تجری فی وجھہ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مَیں نے زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور وجود کو خوبصورت نہیں پایا۔ آپؐ کا چہرہ ایسا حسین چہرہ تھا کہ اُس پر نظر اُٹھے تو چُندھیا جاتی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سُورج اپنی تمام تابناکی اور حُسن کے ساتھ حضورؐ کے چہرہ میں سرایت کر گیا ہے۔

عن ابی اسحٰق قال سأل رجل البراء" الیس کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السّیف قال لا کان مثل القمر۔

ابو اسحٰق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت براء سے سوال کیا کہ کیا حضورؐ کا چہرہ تلوار کی طرح نہیں چمکتا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں (یہ تشبیہ غلط ہے) بلکہ یُوں کہو کہ وہ تو چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ نُور سے بھرا ہؤا حسین، پُرکشش، آنکھوں کو ٹھنڈک دینے والا۔

اور یہ چہرہ جب جابر بن سمرۃ کے سامنے چودھویں کے چاند کے مقابل پر آیا تو ان کا دل ہمیشہ یہ گواہی دیتا رہا کہ

کان فی عینی احسن من القمر (الدارمی فی المقدمۃ، ترمذی کتاب الادب)

کہ وہ تو ہمیشہ میری نگاہ میں چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت رہا۔

(۳)

عن انسٍ قال .... ما مسست حریرًا ولا دیباجًا ألین من کفّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ولا شممت مسکًا ولا عنبرًا اطیب رائحۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(دلائل النبوّۃ للبیھقی باب طیب رائحۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم من وجہٍ اٰخر عن حماد ابن سلمہ کتاب الفضائل)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے بڑھ کر کسی چیز کو نرم اور ملائم نہیں پایا یہاں تک کہ میں نے ریشمی کپڑے کو بھی چھوا لیکن ہمیشہ مجھے یہی احساس ہوا کہ وہ بھی آپ کی ہتھیلیوں جیسا نرم اور ملائم نہیں! اور میں نے مشک و عنبر سونگھے ہیں لیکن جو خوشبو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی ہے وہ نہ مشک میں تھی نہ عنبر میں۔

یزید حضرت جابرؓ کے والد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب میری درخواست پر حضورؐ نے مجھے اپنا ہاتھ دیا تو مجھے ایسا سکون محسوس ہوا اور میرے دل میں ایسی ٹھنڈک پڑی جو اس سکون اور اس ٹھنڈک سے بھی کہیں زیادہ تھی جو عرب کے صحرا میں شدید گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک پیاسے کو برف کے پانی سے ملتی ہے۔

عن جابر بن سمرة قال "صلّيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلّم صلاة الاولىٰ ثمّ خرج (رجع) الى اهله وخرجت معهٗ فاستقبلهٗ وِلدان فجعل يمسح خدّى احدهم واحدًا واحدًا قال واما أنا فمسح خدّى فوجدت ليدهٖ بردًا اوريحًا كانّها اخرجها من جؤنةِ عطّارٍ۔

(بیهقی ایضاً ورواه مسلم عن عمرو ابن حمّادٍ کتاب الفضائل)

حضرت جابر بن سمرةؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ مسجد سے نکلے اور اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بھی حضورؐ کے ساتھ نکلا راستہ میں کچھ بچوں نے آگے بڑھ کر حضورؐ کا استقبال کیا (تو حضورؐ ان کے پاس رک گئے) اور ایک ایک کر کے ہر بچّہ کے کلوں کو حضورؐ نے (پیار سے) اپنے ہاتھوں سے چھوا۔ (پھر مجھے دیکھا) اور میرے گال کو بھی اپنے ہاتھ سے چھوا اور میں نے حضورؐ کے ہاتھ سے ایسی ٹھنڈک اور سکون کا احساس پایا اور اس میں ایسی خوشبو محسوس کی جیسے حضورؐ نے اسے کسی عطّار کے عطر کے تھیلا سے باہر نکالا ہو۔

آپؐ کی ذاتی خوشبو کا یہ عالم تھا کہ جب کسی سے مصافحہ کرتے تھے اس کے ہاتھ میں آپؐ کی خوشبو بس جاتی تھی۔ کسی بچّہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے تو حضورؐ کی خوشبو اس کے سر میں مہکتی رہتی۔ جس راستہ سے گذرتے اس میں اپنی خوشبو چھوڑتے جاتے اور آپؐ کا متلاشی اس خوشبو کے پیچھے جا کر آپؐ کو پا لیتا۔

(۴)

عن ابراهيم بن محمدٍ .... قال كان عليٌّ رضی اذا نعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال لم يكن بالطّويل السمغّط ولا بالقصير المتردّد كان ربعةً من القوم ولم يكن بالجعد القطط ولا بالسّبط كان جعدًا رجلًا ولم يكن بالمطهّم ولا المكلثم وكان فى الوجه تدويرٌ أبيض مشرب أدعج العينين أهدب الأشفار جليل المشاش والكتف اجرد ذا مسربةٍ شثن الكفّين والقدمين .... اجود النّاس كفًّا واجرأ النّاس صدرًا واصدق النّاس لهجةً واوفى النّاس بذمّةٍ والينهم عريكةً واكرمهم عشرة من رأه بديهةً هابهٗ ومن خالطهٗ معرفةً أحبّهٗ يقول ناعتهٗ لم أرى قبلهٗ ولا بعدهٗ مثلهٗ۔

(دلائل النبوّة للبيهقى باب جامع صفة رسول الله صلى الله عليه وسلّم)

حضرت ابراہیم بن محمد جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضورؐ کا حلیہ مبارک اِس طرح بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت زیادہ لمبے قد کے تھے نہ بالکل پستہ قد بلکہ میانہ قد مردوں میں سے تھے۔ آپؐ کے بال نہ تو گتھے ہوئے گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ گھنے لہردار تھے۔ آپؐ بھاری بھرکم بدن والے نہ تھے۔ آپؐ کا چہرہ نہ لمبا تھا نہ بالکل گول بلکہ کسی قدر گولائی میں تھا۔ حضورؐ کا رنگ سفید سُرخی مائل، آنکھیں خوب سیاہ، پلکیں لمبی، کاندھوں کی ہڈیاں بڑی اور مونڈھے بھاری تھے۔ جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ سے ناف تک بالوں کی ہلکی سی دھاری تھی۔ ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں موٹی تھیں .... آپؐ سخاوت میں نہایت کشادہ تھے۔ سب انسانوں سے بڑھ کر وسیع الحوصلہ تھے۔ بات کے انتہائی سچے اور کھرے تھے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عہد اور ذمّہ داری کو نبھانے والے تھے۔ نہایت درجہ نرم طبیعت پائی تھی۔ معاشرت اور حُسنِ سلوک میں آپؐ کی بلندی کو کوئی نہ پہنچ سکتا تھا جو شخص حضورؐ کو اچانک دیکھتا مرعوب ہو جاتا لیکن جسے آپؐ سے تعارف اور قُرب حاصل ہوتا وہ آپؐ کی محبت میں سرشار ہو جاتا۔ اگر کوئی آپؐ کا وصف بیان کرنا چاہتا تو یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ مَیں نے

زندگی میں نہ پہلے کبھی آپؐ جیسا کوئی اور دیکھا نہ بعد میں۔

حضرت علیؓ نے اِس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری حُسن کے مضمون کو بڑھا کر آپؐ کے باطنی حُسن کی طرف پھیر دیا ہے اور صحابہؓ جب بھی آپؐ کے وصف بیان کرتے تو ایسا اوقات ایسا بھی کہا کرتے تھے حقیقت یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی حُسن کے اعتبار سے آپؐ جیسا اور کوئی وجود پیدا نہ ہؤا۔ آپؐ کے وجود میں۔ آپ کی ادا میں۔ آپ کی حرکات و سکنات میں۔ آپ کے اخلاق میں۔ آپکی سوچ اور فکر میں۔ آپ کے سکوت میں۔ آپ کی گفتگو میں حُسن ہی حُسن بھرا تھا مختصر لیکن فصیح و بلیغ جامع اور معانی سے پُر کلام کرتے تھے۔ فرفر کر کے نہیں بولتے تھے بلکہ سمجھانے کے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے۔ لیس بفظٍّ ولا بغلیظ ولا عیّابٍ ولا مداحٍ ولا سخّابٍ وما کان فحاشًا ولا متفحشًا۔ نہ سخت خُو تھے۔ نہ درشت گو تھے۔ نہ کسی کا عیب بیان کرتے۔ نہ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرتے۔ نہ چیخ چیخ کر بولتے اور نہ ہی عادتاً اور نہ تکلّفاً حضورؐ کبھی فحش کلام نہیں کرتے تھے۔ بے ضرورت نہ بولتے اور نہ ہی بے مطلب بات کہتے۔ تالیفِ قلب فرماتے۔ عزت و تکریم اور بشاشت کے ساتھ پیش آتے۔ آپؐ کی مجالس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجالس ہوتی تھیں۔ حیا کا یہ عالم تھا کہ کسی کو نگاہ میں نگاہ ڈال کر نہیں دیکھتے تھے اور مُنہ در مُنہ کسی کی بُرائی نہ کرتے۔ ہمیشہ چہرہ پر مسکراہٹ بکھری رہتی۔ جریر بن عبداللہ پر اس بات کا خاص اثر تھا وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جب بھی میرا اور حضورؐ کا آمنا سامنا ہوتا تو ہمیشہ مسکرا دیا کرتے۔ لارانی الّا تبسّمًا۔ ہاں حضورؐ قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے کوہ وقار تھے۔ کسی ایسی حرکت کا سرزد ہونا محال تھا جو دوسروں میں کراہت پیدا کرے۔ غرض زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہ تھا جس میں حُسن نے اپنا کمال نہ دکھایا ہو۔

۵

حُسن و احسان کا لازمی نتیجہ محبّت و عشق ہوتا ہے۔ آپؐ حسن و احسان میں بے نظیر تھے اور جو محبّت آپؐ سے کی گئی اس کی مثال بھی دُنیا میں نہیں ملتی۔ نہ قصّوں اور کہانیوں کی دُنیا میں انسانی ذہن اُس محبّت کا تصوّر کر سکا جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفےٰ ؐ سے کی گئی نہ حقیقی دُنیا میں کسی اور سے کسی نے ایسا پیار کیا۔ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ صحابہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا کیا عالم تھا تو آپ نے جواب دیا :-

کان واللّٰہ احبَّ الینا من اموالنا واولادنا واٰباءِنا و امھاتنا ومن

الماء البارد علی الظمأ۔ (الشفاء حبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

خدا کی قسم وہ تو ہمیں ہمارے مالوں سے بھی زیادہ محبوب تھے وہ ہمیں ہماری اولاد سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ وہ ہمیں ہماری ماؤں ہمارے باپوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ وہ تو ہمیں اُس ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے پیاس کے وقت جس کی شدید خواہش میں ہمیں کوئی دوسری چیز محبوب نہیں رہتی تھی۔

عن اسمٰعیل ابن محمّد ابن سعد ابن ابی وقاصٍ انّ امراۃً من الانصار قتل ابوھا واخوھا و زوجھا یوم احدٍ مع رسول اللہ فقالت ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قالوا خیرًا ھو بحمد اللہ کما تحبّین قالت ارنیہ فلمّا رأتہ قالت کلّ مصیبۃٍ بعدک جلل۔ (البیہقی)

سعد بن وقاص سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری عورت ایسی بھی تھی کہ جس کے والد بھائی اور خاوند حضورؐ کے ساتھ جنگِ اُحد میں شامل ہوئے اور (سارے کے سارے) شہید کر دئے گئے (جب اس کو ان کی شہادت کے بارہ میں بتایا گیا) اُس نے کہا مجھے (صرف) یہ بتاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جیسا کہ تم اپنی (رسول اللہ سے) محبّت سے مجبور ہو کر چاہتی ہو وہ تو الحمد للہ ٹھیک ہیں۔ اس نے کہا کہ نہیں پہلے مجھے حضورؐ دکھاؤ۔ پھر جب اس نے حضورؐ کو دیکھ لیا تو بولی کہ آپؐ کی سلامتی کے بعد تو میری ہر مصیبت (میرے باپ کی شہادت، میرے بھائی کی موت، میرے خاوند کی جدائی) میرے لئے ہلکی ہو گئی ہیں۔ آپؐ سلامت ہیں تو مَیں سارے غم برداشت کر لوں گی ہاں ایک آپؐ کا غم ہے جو مَیں برداشت نہیں کر سکتی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ محمد مصطفےٰؐ ان کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز تھے۔

عن عروۃ قال لمّا اخرج اھل مکّۃ زید ابن الدّثنّۃ من الحرم لیقتلوہ قال لہٗ ابوسفیان ابن حربٍ انشدک اللہ یا زید اتحبّ انّ محمّدًا الاٰن عندنا مکانک یضرب عنقہٗ و انّک فی اھلک فقال زیدٌ واللہ ما احبّ انّ محمّدًا الاٰن فی مکانہ الّذی ھو فیہ تصیبہٗ شوکۃٌ و انّی جالسٌ فی اھلی فقال ابوسفیان ما رأیت من النّاس احدًا یحبّ احدًا کحبّ اصحاب محمّدٍ محمّدًا۔ (البیہقی)

عروہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اہلِ مکہ حضرت زید بن دثنہ کو مسجد حرام سے جہاں انہیں قید کیا ہؤا تھا قتل کرنے کو باہر لائے تو ابو سفیان نے ان سے کہا کہ زید میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں اس وقت یہ خیال نہیں آرہا اور تم نہیں چاہتے کہ اِس وقت محمدؐ تمہاری جگہ ہوتے اور تمہاری بجائے ان کی گردن اُڑادی جاتی اور تم اپنے بیوی بچوں میں آرام سے بیٹھے ہوتے تو زید نے جواب دیا کہ (تم یہ کہتے ہو) خدا کی قسم مَیں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مَیں اپنے بیوی بچوں کے پاس آرام سے بیٹھا ہوں اور محمدؐ کو اِس وقت جہاں بھی وہ ہیں کوئی کانٹا بھی چُبھ جائے۔ یہ جواب سُنکر ابو سفیان بولے کہ مَیں نے جیسی محبت محمدؐ کے ساتھیوں کو محمدؐ سے کرتے دیکھا ہے ویسی محبت کسی اور انسان کو کسی دوسرے انسان سے کرتے نہیں دیکھا۔

اداریہ ——— بقیہ صفحہ ۶

"علماءِ وقت کہ خوگر تقلید و اقتداء آباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ برانداز دین و ملت ماست بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وی کنند۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

(یعنی علماءِ وقت جو کہ اپنے آباء و اجداد کے رسم و رواج کی تقلید کے دلدادہ ہیں کہیں گے یہ شخص ہمارے مذہب و ملّت کو تباہ کرنے والا ہے اور مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور سُنّتِ مستمرہ کے تحت اس امام کی تکفیر و تضلیل کریں گے)

الغرض فرقہ واریت کی آماجگاہ سے فرقہ واریت کے تدارک کی توقع عبث ہے اِسی لئے اس کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز صداء بصحرا ثابت ہو رہی ہے۔ قرآن کریم نے فرقہ واریت کو مٹانے کا گُر "حبل اللہ کا اعتصام" بتایا ہے۔

کاش ہمارے بھائی "حبل اللہ" کی قرآنی اصطلاح پر غور و تدبر سے کام لیتے ہوئے ناکام ارضی اسباب کی بجائے اللہ تعالیٰ کے رُوحانی اسباب سے تمسک اختیار کریں۔

پیغامِ عید

عیدِ قرباں کا ہے پیغام کہ جاں وقف کرو
اپنے اوصافِ قلم اور زباں وقف کرو

سعیٔ مشکور میں آئے نہ کم و بیش کی بات
راہِ مولا میں ہر اک سُود و زیاں وقف کرو

جاؤ دُنیا کے کناروں پہ اگر جانا پڑے
دینِ حق کے لئے منزل کے نشاں وقف کرو

نامناسب تو نہیں راحت و آرام مگر
ہر مصیبت کے لئے امن و اماں وقف کرو

پھول کانٹے کی یہاں پر کوئی تفریق نہیں
باغ میں موسمِ گُل ہو کہ خزاں وقف کرو

دین ہے یُوں تو خدا کی، کہ ملے عمرِ دراز
تم جوانی میں مگر خونِ جواں وقف کرو

لوگ آنکھوں میں لئے پھرتے ہیں تاروں کی ہوس
رہگذر کے لئے تم کاہکشاں وقف کرو

نغمۂ نَے سے ہے سرمست زمانے کی فضا
اس زمانے کے لئے آہ و فغاں وقف کرو

ہم نے مانا کہ کچھ آساں نہیں وقف نسیمؔ
عیدِ قرباں ہے تو پھر سارا جہاں وقف کرو

نسیم سیفی

قدرتِ ثانیہ کا چوتھا دور

حضور کے دور کی تحریکات

(فرّخ سلمانی ربوہ)

(فَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ کے تحت افادۂ احباب کے لئے ہدیۂ قارئین ہیں۔ ادارہ)

امام جماعتِ احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جب سے جماعت کی قیادت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں جماعتِ احمدیہ زندگی کے ایک نئے دَور میں داخل ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلسل جماعت پر ایسے حالات وارد ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی خوابیدہ صلاحیّتوں کو بیدار کر دیا ہے اور چلنے والے دوڑنے لگ گئے۔ جماعت کی اس بے پناہ ابھرتی ہوئی طاقت کو حضور نے ایک نبّاض حکیم اور فہیم سپہ سالار کی طرح نیکی اور بھلائی کی طرف موڑا اور پے در پے تحریکات جاری کر کے دِل کی حسرتیں پوری کرنے اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا موقع دیا ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ تحریکات جماعت کے دل کی آواز تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ احباب نے پُوری ہمّت اور جوش کے ساتھ ان پر لبّیک کہا اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور جِدّ و جُہد کی ہے۔

یہ تحریکات جان، مال، وقت، عزّت و آبرو اور اولاد ہر قسم کی قربانیوں کے مطالبات پر مشتمل ہیں اور حضور کے عہدِ امامت کے انقلاب آفریں کارناموں کا عنوان ہیں۔

۱۔ قیامِ نماز کی تحریک

حضور نے منصبِ امامت پر فائز ہونے کے بعد سب سے زیادہ توجّہ قیامِ نماز کی طرف دی ہے۔ اور مسلسل خطبات کے ذریعہ جماعت کو شدّت کے ساتھ نماز باجماعت کے قائم کرنے کی تحریک کی ہے۔ حضور نے جماعتی کارکنوں کو نماز پر کاربند ہونے کی خصوصی ہدایت فرمائی تاکہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ

بنیں۔ حضور نے تمام ذیلی تنظیموں کو ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ماہ اپنی عاملہ کا ایک اجلاس صرف قیامِ نماز کا جائزہ لینے کے لئے مخصوص کر دیں۔ حضور نے والدین کو تحریک کی کہ وہ خود بچوں کو نماز کا ترجمہ سکھائیں۔

اسی طرح تقویٰ اختیار کرنے اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کے لئے بھی حضور نے حالیہ خطبات میں بڑے مؤثر رنگ میں تحریک کی ہے۔

۲۔ اصلاحِ معاشرہ کی تحریک

حضور نے اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی بڑے زور کے ساتھ جماعت کو متوجّہ کیا ہے اور آپس میں جھگڑے ختم کرنے خصوصاً عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے حضور کے خطبات بہت مؤثر ثابت ہو رہے ہیں۔ اسی طرح مالی معاملات، لین دین اور باہمی تعلقات میں صفائی اختیار کرنے کی تحریک بھی پھل دکھا رہی ہے۔

۳۔ حضور نے ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء کو بیتِ اقصیٰ ربوہ میں خطبہ جمعہ میں تمام جماعتِ احمدیہ کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تمام دُنیا کے احمدیوں کو مَیں اِس اعلان سے متنبّہ کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے (داعی الی اللہ) نہیں تھے تو آج کے بعد ان کو لازماً (داعی الی اللہ) بننا پڑے گا۔"

۴۔ جلسہ ہائے سیرۃ کی تحریک

حضور نے بیت الفضل لندن میں ۸۔ اگست ۱۹۸۶ء کو تمام دُنیا میں سیرۃ کے جلسے دوبارہ شروع کرنے کی تحریک کی تاکہ اِس طرح دین کی سچی تعلیم قابلِ عمل اُسوہ کے ساتھ پیش کی جاسکے اور جماعت کی اگلی صدی میں اللہ اور اس کے رسول کے عاشقوں کا ایک قافلہ داخل ہو جو حضورؐ کے حُسنِ کامل سے مزیّن ہو۔

۵۔ تحریک شدھی کے خلاف جہاد

۲۲۔ اگست ۱۹۸۶ء کو حضور نے بھارت میں جاری کی جانے والی شدھی کی نئی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا کہ ساری دُنیا کے احمدی خصوصاً بھارت کے احمدی اِس طرف خاص توجہ کریں۔

۶۔ زبانیں سیکھنے کی تحریک

تحریک دعوتِ الی اللہ کو زیادہ وسیع اور ہمہ گیر بنانے کے لئے حضور نے احبابِ جماعت کو عموماً اور انصار اور خدام کو خصوصاً غیر زبانیں سیکھنے کی تحریک فرمائی اور اِس سلسلہ میں مرکز میں ایک جامع ادارہ کے قیام کا بھی اعلان فرمایا۔

۷۔ وقف اولاد کی تحریک

حضور نے ۳۔اپریل ۱۹۸۷ء کے خطبہ جمعہ میں احبابِ جماعت کو یہ تحریک فرمائی کہ جماعتِ احمدیہ کی اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو ابھی سے وقف کر دیں اور یہ بچے ہم خدا کے حضور بطور تحفہ کے پیش کر رہے ہوں گے۔حضور نے فرمایا کہ ہر ملک اور ہر طبقۂ زندگی سے ایسے لاکھوں واقفین کی اگلی صدی کو شدید ضرورت ہے۔عین ممکن ہے کہ اس نیّت کی برکت سے خدا تعالیٰ ایسے خاندانوں کو بھی اولاد دے دے جہاں ابھی تک اولاد نہیں ہو رہی۔حضور نے فرمایا:۔

"ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ تھا وہ باقی رہ گیا تھا مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ تہیہ کر لیں کہ جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے گا اور اگر آج کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی اِس تحریک میں شامل ہو جائیں اور وہ بھی یہ عہد کر لیں لیکن یہ عہد ماں باپ کو مل کر کرنا ہوگا۔"

۸۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کی تحریک

حضور نے ۵۔نومبر ۱۹۸۲ء کو مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر انصار کو یہ تحریک کی کہ وہ دوست جو ریٹائرمنٹ کے بعد بالکل فارغ ہیں کوئی کام نہیں کر رہے وہ اپنی بقیہ عمر خدا کے دین کیلئے رضا کارانہ طور پر وقف کریں۔نیز حضور نے فرمایا کہ انصار اس وقف میں نوجوانوں کو بھی شامل کرنے کے لئے جدّوجہد کریں۔ (الفضل ۶ رجون ۱۹۸۳ء)

۹۔ ممالکِ بیرون میں وقفِ عارضی کی تحریکات

حضور نے اپنے پہلے دورۂ یورپ (۱۹۸۲ء) میں تحریک کی کہ احباب سپینش زبان سیکھیں اور

ہر سال کی چھٹیاں جماعتی انتظام کے تحت سپین کے معین علاقوں میں گزاریں اور جماعت کا پیغام پہنچائیں۔

(الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء)

۱۰۔ مارچ ۱۹۸۷ء میں حضور نے جنوبی امریکہ کے ممالک میں وقف عارضی کے لئے پوری دُنیا کے احمدیوں کو تحریک کی۔ جو لوگ خود خرچ برداشت کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ وکالتِ تبشیر سے رجوع کریں اور جو اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اطلاع دیں۔ (ضمیمہ ماہنامہ مصباح اپریل ۱۹۸۷ء)

علمی تحریکات

۱۱۔ ۲ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے تمام دُنیا کے اہلِ علم احمدیوں کو تحریک کی کہ وہ دینِ حق پر جدید علوم کے نام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کے جوابات تیار کریں۔ اِس سلسلہ میں مرکز سے بھی رہنمائی حاصل کر کے اپنے آپ کو اس علمی جہاد کے لئے تیار کریں۔ (الفضل ۷ر دسمبر ۱۹۸۲ء)

۱۲۔ ۸ر اگست ۱۹۸۶ء کو حضور نے فرمایا کہ دینِ حق اور اس کے بانی پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے ٹھوس، مسکت اور مدلّل جوابات تیار کر کے ساری دُنیا میں شائع کئے جائیں۔

۱۳۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء کو حضور نے مجلسِ عرفان میں تمام دُنیا کے احمدیوں کو تحریک کی کہ وہ شہد کے بارہ میں تحقیق کریں اور قرآن حکیم کے اندر اس بارہ میں مخفی حقائق کو دُنیا پر آشکارا کریں۔

(احمدیہ گزٹ ٹورنٹو۔ فروری ۱۹۸۶ء)

۱۴۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۴ء کو حضور نے لندن میں حفظِ قرآن کریم کی تحریک فرمائی۔

۱۵۔ ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے روزنامہ الفضل اور ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار تک پہنچانے کی تحریک کی۔

۱۶۔ دو نئے یورپین مراکز کی تحریک

۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کو حضور نے یورپین ممالک میں جماعت کے نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے دو بڑے مراکز قائم کرنے کا اعلان کیا۔ حضور نے بتایا کہ دو نئے مراکز یورپ کے لئے بنانے کا پروگرام ہے ایک انگلستان میں چونکہ اسے یورپ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اور ایک جرمنی میں کیونکہ جرمنی کی جماعت بہت مخلص ہے۔